



ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL

Available Online: <https://assajournal.com>

Vol. 05 No. 01. Jan-March 2026. Page#. 7853-7883

Print ISSN: [3006-2497](#) Online ISSN: [3006-2500](#)

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)

<https://doi.org/10.5281/zenodo.23095746>



روایتی نسوانیت سے خود آگہی تک: اردو ناول کے نسوانی کرداروں میں انانیت کا ارتقائی و تقابلی مطالعہ

From Traditional Femininity to Self-Awareness: An Evolutionary and Comparative Study of Ego-Consciousness in Female Characters of Urdu Novels

Chaman Nisar

PhD Scholar, Department of Urdu, Institute of Languages and Linguistics, Alhamd Islamic University, Islamabad.

Dr. Jabir Hussain

Associate Professor of Urdu, Alhamd Islamic University, Islamabad.

ABSTRACT

This article examines the changing representation of ego-consciousness in female characters across selected phases of the Urdu novel: the pre-Partition period, the post-Partition period, and contemporary Urdu fiction. Building on a doctoral research project centred on female ego-consciousness (Nisar, 2026), the article re-organises the thesis material around a comparative argument rather than a chapter-by-chapter reproduction. Here, ego-consciousness is used as a contextual literary category referring to awareness of self, identity, dignity, individuality, autonomy, psychological interiority, and the capacity to negotiate social expectations. It is therefore distinguished from egoism, arrogance, or self-centredness. The study uses qualitative textual analysis, close reading, historical contextualisation, and comparative interpretation. The selected corpus includes reformist and early modern representations associated with Deputy Nazir Ahmad, Mirza Hadi Ruswa, Ratan Nath Sarshar, Abdul Halim Sharar, and Rashid al-Khairi; post-Partition fiction by Ismat Chughtai, Qurratulain Hyder, Khadija Mastur, Abdullah Hussain, Ahsan Farooqui, and Bano Qudsia; and contemporary works associated with Mustansar Hussain Tarar, Bano Qudsia, Shamsur Rahman Farooqui, Bushra Rahman, Athar Baig, and Tahira Iqbal. The analysis suggests a broad representational movement from moral and reformative selfhood, through identity, self-respect, and negotiated agency, towards more explicit psychological, cultural, spiritual, existential, and aesthetic forms of self-awareness. The article, however, avoids treating this movement as a simple or universal story of linear progress. Rather, it reads "evolution" as a historically situated expansion and reconfiguration of the literary possibilities through which female characters become subjects of their own narratives. The article brings Urdu literary criticism into conversation with feminist and identity-oriented approaches while retaining sensitivity to the specific social, religious, cultural, and historical contexts of Urdu fiction. In doing so, it proposes an interpretive model in which feminine ego-consciousness is best understood as layered, negotiated, and relational: a mode of selfhood

formed through tension between social norms and individual desire, between belonging and autonomy, and between inherited values and changing conceptions of the self.

Keywords: Urdu Novel; Female Characters; Ego-Consciousness; Selfhood; Identity; Agency; Feminine Consciousness; Resistance; Narrative Identity; Urdu Literary Criticism.

خلاصہ

زیر نظر مقالہ اردو ناول کے منتخب ادوار - قبل از قیام پاکستان، بعد از قیام پاکستان اور معاصر عہد - میں نسوانی کرداروں کے شعورِ ذات اور انانیت کی بدلتی ہوئی صورتوں کا تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ یہ مقالہ ایک پی ایچ ڈی تحقیق کی بنیادی فکری جہتوں سے استفادہ کرتے ہوئے اس کے مواد کو باب وار تکرار کے بجائے ایک مرکزی تقابلی استدلال کے گرد از سر نو منظم کرتا ہے۔ یہاں انانیت سے مراد محض غرور، خود پسندی یا خود مرکزیت نہیں، بلکہ اپنی ذات، شناخت، انفرادیت، عزتِ نفس، خود اختیاری، نفسیاتی وجود اور فیصلہ سازی کے شعور کی ایسی صورت ہے جو کردار کو محض موضوع نہیں رہنے دیتی بلکہ اسے اپنی زندگی کے معنی متعین کرنے والا فاعل بناتی ہے۔

مقالے میں معیاری کیفیاتی ادبی تحقیق، قریبی مطالعہ متن، تاریخی و سماجی سیاق، اور تقابلی تنقید سے کام لیا گیا ہے۔ قبل از قیام پاکستان کے لیے ڈپٹی نذیر احمد، مرزا ہادی رسوا، رتن ناتھ سرشار، عبدالحکیم شرر اور راشد الخیری؛ بعد از قیام پاکستان کے لیے عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، خدیجہ مستور، عبد اللہ حسین، احسن فاروقی اور بانو قدسیہ؛ جبکہ معاصر دور کے لیے مستنصر حسین تارڑ، بانو قدسیہ، شمس الرحمن فاروقی، بشری رحمن، اطہریگ اور طاہرہ اقبال کے منتخب ناولوں کو تحقیقی corpus کے طور پر دیکھا گیا ہے۔

مطلوع سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اردو ناول میں نسوانی انانیت کی نمائندگی ایک وسیع تاریخی و فکری تبدیلی سے گزرتی ہے: اخلاقی وقار، اصلاح اور ذمہ داری کے نسبتاً محدود دائرے سے خود داری، شناخت، مزاحمت اور نفسیاتی خود شناسی تک، اور پھر تہذیبی، روحانی، وجودی اور جمالیاتی جہتوں تک۔ تاہم یہ سفر کسی سیدھی، یک رخ یا لازماً ترقی پسند لکیر کے طور پر نہیں سمجھا گیا۔ یہاں ارتقا سے مراد ادبی نمائندگی میں پیدا ہونے والی تاریخی تبدیلی، دائرہ شعور کی وسعت اور انفرادی فاعلیت کی نئی صورتوں کا ظہور ہے۔

مقالہ اس نتیجے کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ نسوانی انانیت کو اردو ناول میں ایک متحرک، سیاقی اور کثیر سطحی تصور کے طور پر پڑھنا زیادہ مفید ہے۔ بعض کردار مزاحمت کے ذریعے اپنی ذات منواتے ہیں، بعض خاموش داخلی جدوجہد سے، بعض تاریخ و تہذیب کے شعور کے ذریعے، اور بعض روحانی و وجودی سوالات کے راستے اپنی شناخت کی تشکیل کرتے ہیں۔ اس طرح انانیت عورت کی خود پسندی نہیں بلکہ کئی مواقع پر اس کے حق خودی، شناخت اور معنی خیز وجود کی ادبی تشکیل بن جاتی ہے۔

کلیدی الفاظ

اردو ناول، نسوانی کردار، انانیت، شعور ذات، خود آگہی، شناخت، فاعلیت، نسائی شعور، مزاحمت، اردو تنقید۔

1- تمہید و تعارف

اردو ناول کی تاریخ کو اگر صرف موضوعات، اسالیب اور تکنیکی تجربات کی تاریخ کے طور پر پڑھا جائے تو اس کی ایک اہم جہت پس منظر میں رہ جاتی ہے: کردار کی داخلی شخصیت اور بالخصوص عورت کے بطور ایک صاحب شعور فرد سامنے آنے کی تاریخ۔ ناول کا امتیاز ہی یہ ہے کہ وہ خارجی واقعے کے ساتھ ساتھ کردار کے اندر جاری ذہنی کشمکش، خواہش، خوف، امید، محرومی، یادداشت، انتخاب اور خود احتسابی کو بھی بیانہ معنی عطا کرتا ہے۔ اسی لیے اردو ناول میں نسوانی کردار محض کہانی کے واقعاتی تسلسل کا حصہ نہیں رہتے بلکہ مختلف ادوار میں اپنے عہد کے سماجی، اخلاقی، تہذیبی اور نفسیاتی سوالات کے نمائندہ بنتے ہیں۔

ڈپٹی نذیر احمد سے لے کر معاصر اردو فلکشن تک عورت کی نمائندگی میں آنے والی تبدیلیوں پر متعدد مطالعات موجود ہیں۔ حالیہ تحقیق بھی اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ اردو ناول کے نسوانی کرداروں کو تاریخی، سماجی، نفسیاتی اور نسائی تنقید کے باہم مربوط زاویوں سے پڑھنا ضروری ہے؛ تاہم موجودہ مقالے کا مخصوص سوال یہ ہے کہ عورت کی اپنی ذات کے شعور کو ایک مربوط ادبی تصور۔ یعنی "نسوانی انانیت" - کے طور پر مختلف تاریخی مراحل میں کس طرح تشکیل دیا گیا۔ (2025, Rani & Sandhu)

یہاں "انانیت" کی اصطلاح خاص توجہ چاہتی ہے۔ اردو کے عمومی اور اخلاقی استعمال میں انا اکثر منفی معنی رکھتی ہے اور خود پسندی یا تکبر کے قریب چلی جاتی ہے، جب کہ اس تحقیق میں اسے شعور ذات، خود آگہی، خودداری، شناخت، انفرادیت اور شخصیت کے وقار کے وسیع تر مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس امتیاز کے بغیر امراؤ جان کی خودداری، اصغری کی فیصلہ

سازی، عالیہ کی شناختی جستجو یا سیمی شاہ کی باطنی کشمکش کو ایک ہی منفی خانے میں رکھ دینا ان کرداروں کی فکری پیچیدگی کو محدود کر دے گا۔ خودی اور خود پسندی کے درمیان یہ فرق اس مطالعے کی نظریاتی بنیاد ہے۔

بین الاقوامی feminist scholarship نے بھی متنبہ کیا ہے کہ "عورت" کو ایک یکساں، ہر جگہ قابل اطلاق category سمجھنا پیچیدگیوں کو چھپا دیتا ہے۔ Mohanty (2003) کے decolonizing feminist framework کے مطابق عورت کی شناخت اور اس کے تجربے کو تاریخی، معاشی، ثقافتی اور سیاسی فرق کے اندر پڑھنا چاہیے۔ جنوبی ایشیائی مسلم خواتین کی تحریری دنیا کے حالیہ مطالعات بھی یہ توجہ دلاتے ہیں کہ gendered identity کو مقامی زبان، تہذیبی حافظے، اصلاحی مباحث، خانگی و عوامی دائرے اور postcolonial تاریخ سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ (2022, Naveeda et al., 2024; Yaqin)

اسی تناظر میں زیر نظر مقالہ "روایتی نسوانیت سے خود آگہی تک" کے عنوان کو کسی سادہ ترقی پسند داستان کے معنی میں استعمال نہیں کرتا۔ یہاں "روایتی نسوانیت" ایک تاریخی representational formation ہے جس میں عورت کی شخصیت اکثر خاندان، اخلاق، تربیت، وفاداری اور سماجی ذمہ داری کے اندر سمجھی جاتی ہے؛ جب کہ "خود آگہی" سے مراد ایسا ادبی مرحلہ ہے جہاں کردار اپنی شناخت، خواہش، جذبات، تاریخ، اختیار اور وجود کے سوالات کو خود موضوع بناتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان راستہ سیدھا نہیں: بعض متون میں روایت کے اندر فاعلیت پیدا ہوتی ہے، بعض میں خاموش مزاحمت، بعض میں وجودی سوال، اور بعض میں روحانی تکمیل۔

2۔ مسئلہ تحقیق اور علمی خلا

اردو ناول کے نسوانی کرداروں پر ہونے والے بہت سے مطالعات یا تو ایک مخصوص ناول نگار، ایک مخصوص ناول، ایک صنفی مسئلے، یا تائیدی نظریے کے اطلاق تک محدود رہتے ہیں۔ بعض کام کرداروں کے سماجی مسائل، عورت کی مظلومیت، تائیدی مزاحمت یا نفسیاتی ساخت پر توجہ دیتے ہیں، لیکن تین بڑے تاریخی ادوار کو ایک ہی conceptual vocabulary کے تحت رکھ کر "شعور ذات" کی تبدیلی کو مسلسل ادبی مسئلے کے طور پر کم ہی دیکھا گیا ہے۔ حالیہ مطالعات نسوانی کرداروں کی ارتقائی صورت،

نسائی مزاحمت اور نفسیاتی گہرائی کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مگر ان جہتوں کو "انانیت"، "شناخت"، "فاعلیت" اور "بیانیاتی خودی" کے باہمی تعلق کے ساتھ مربوط کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ (2025, Rani & Sandhu, 2025; Mumtaz et al)

اس مقالے کا علمی خلا اسی مقام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس میں سوال صرف یہ نہیں کہ عورت "آزاد" ہوئی یا نہیں؛ بلکہ یہ ہے کہ وہ کس طرح اپنی ذات کو محسوس کرتی ہے، اپنے بارے میں کیسے سوچتی ہے، اپنی عزت اور شناخت کو کن ذرائع سے محفوظ کرتی ہے، سماجی قوت کے مراکز سے اس کا تعلق کیا ہے، اور اس کی خواہش و ذمہ داری کے درمیان کون سا بیانیاتی توازن قائم ہوتا ہے۔

یوں agency کو صرف ظاہری بغاوت تک محدود نہیں کیا گیا بلکہ خاموش فیصلہ سازی، خود احتسابی، شناختی جستجو، جذباتی خود مختاری اور فکری یا روحانی خود تعین بھی agency کی صورتوں میں شامل کیے گئے ہیں۔

اس approach کی ایک دوسری ضرورت یہ ہے کہ قبل از قیام پاکستان کے ادب کو محض "روایتی" اور بعد کے ادب کو لازماً "آزاد" قرار نہ دیا جائے۔ نوزائیدہ اصلاحی ادب میں بھی عورت کو تعلیم، فہم، اخلاقی فیصلے اور گھریلو انتظام کے میدان میں فاعل بنایا گیا؛ دوسری طرف معاصر ادب میں بھی عورت مکمل طور پر موروثی سماجی بندھنوں سے باہر نہیں آتی۔ چنانچہ تاریخی تبدیلی کو ایک spectrum اور negotiation کے طور پر پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔

3۔ تحقیقی سوالات

- قبل از قیام پاکستان اردو ناول میں نسوانی انانیت کن اخلاقی، تعلیمی، سماجی اور نفسیاتی صورتوں میں نمایاں ہوتی ہے؟
- بعد از قیام پاکستان اردو ناول میں نسوانی شناخت، خود داری، مزاحمت، تہذیبی شعور اور نفسیاتی خود آگہی کس طرح نئے بیانیاتی امکانات پیدا کرتے ہیں؟
- معاصر اردو ناول میں نسوانی انانیت کن نئی یا مرکب جہتوں - نفسیاتی، سماجی، تہذیبی، روحانی، وجودی اور جمالیاتی - میں ظاہر ہوتی ہے؟

• تینوں ادوار کے تقابلی مطالعے سے عورت کی خودی اور فاعلیت کی تشکیل کا کون سا ادبی pattern سامنے آتا ہے؟

• کیا "ارتقا" کو سیدھی ترقی کے بجائے نمائندگی کی تاریخی توسیع، پیچیدگی اور نئی صورت بندی کے طور پر زیادہ درست طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے؟

4۔ مقاصد تحقیق

• اردو ناول میں نسوانی انانیت کے مفہوم کو شعور ذات، خود آگہی، شناخت، خودداری اور فاعلیت کے ساتھ مربوط کرنا۔

• قبل از قیام پاکستان، بعد از قیام پاکستان اور معاصر اردو ناول کے نسوانی کرداروں کا تقابلی مطالعہ پیش کرنا۔

• یہ واضح کرنا کہ تاریخی اور سماجی تبدیلیاں عورت کی داخلی شخصیت اور شناختی بیانیے پر کس نوع کا اثر ڈالتی ہیں۔

• انانیت کی مثبت، تعمیری، مزاحمتی، نفسیاتی، تہذیبی، روحانی اور وجودی صورتوں کی نشان دہی کرنا۔

• اردو نسوانی کردار نگاری کے مطالعے کے لیے ایک ایسی contextual conceptual model تجویز کرنا جو مغربی نسائی نظریے کو مقامی ادبی سیاق پر بلا واسطہ مسلط نہ کرے۔

5۔ منہج تحقیق، corpus اور حدود

یہ qualitative literary research ہے جس میں close reading، comparative analysis، historical contextualisation

اور interpretive criticism بنیادی طریقہ کار ہیں۔ بنیادی corpus کا تعین اصل doctoral research کی منتخب فہرست سے کیا گیا ہے۔ اسے مضمون کے لیے اس انداز میں مرتب کیا گیا ہے کہ ہر تاریخی مرحلہ الگ باب نہ بن جائے بلکہ ایک مشترک comparative question کے تحت پڑھا جائے۔

قبل از قیام پاکستان کے corpus میں ڈپٹی نذیر احمد، مرزا ہادی رسوا، رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر اور راشد الخیری شامل ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد کے لیے مرآة العروس، بنات النعش اور توبہ النصوح؛ رسوا کے لیے امراؤ جان ادا؛ سرشار کے لیے فسانہ آزاد؛ شرر کے منتخب تاریخی ناول؛ اور راشد الخیری کی عورت مرکز تحریروں کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ بعد از قیام پاکستان کے corpus میں عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، خدیجہ مستور، عبد اللہ حسین، احسن فاروقی اور بانو قدسیہ شامل ہیں۔ معاصر corpus میں مستنصر حسین تارڑ، بانو قدسیہ، شمس الرحمن فاروقی، بشری رحمن، اطہریگ اور طاہرہ اقبال شامل ہیں۔

اس مقالے میں متن کے اندر ایسے اقتباسات شامل نہیں کیے گئے جن کی لفظ بہ لفظ page-level verification دستیاب corpus سے نہ ہو؛ استدلال thesis میں موجود تجزیاتی شواہد اور معتبر secondary scholarship کی مدد سے paraphrase کیا گیا ہے۔ خاص طور پر اطہریگ اور طاہرہ اقبال سے متعلق thesis bibliography میں بعض editions/titles کے bibliographic details نامکمل درج تھے؛ اس لیے حتمی submission کے لیے انہی مخصوص بنیادی متون کے استعمال شدہ ایڈیشن کی bibliographic verification ضروری ہے۔ یہ احتیاط علمی درستگی کے لیے اختیار کی گئی ہے، نہ کہ corpus کی conceptual جگہ کم کرنے کے لیے۔

تحقیق کی بنیادی حد یہ ہے کہ یہ پوری اردو ناول نگاری کا exhaustive survey نہیں بلکہ منتخب representative authors اور texts کا comparative study ہے۔ اس لیے نتائج کو پورے اردو ادب پر لازمی اور قطعی حکم کے طور پر نہیں پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح "ارتقا" کا model literary representation کی تاریخی تبدیلی کی طرف اشارہ کرتا ہے، نہ کہ جنوبی ایشیائی عورتوں کے حقیقی سماجی تجربے کی سیدھی پیش رفت کی طرف۔

6۔ نظریاتی و مفہومی فریم ورک

6.1۔ "انانیت" بطور ادبی و تحلیلی اصطلاح

لغوی سطح پر "انا" کا تعلق "میں" اور ذات کے احساس سے ہے؛ نفسیاتی سطح پر ego فرد کی شخصیت اور خارجی تقاضوں کے درمیان mediation کی بحث سے جڑتا ہے، جب کہ فلسفیانہ اور وجودی روایت میں selfhood، choice اور responsibility کے سوالات اس سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ مگر ادبی مطالعے کے لیے ان تینوں روایتوں کو بعینہ ایک نہیں سمجھا جاسکتا۔ فرائڈ کے ego کا نظریہ اپنی مخصوص psychoanalytic vocabulary رکھتا ہے، جب کہ ناول کے کردار میں انانیت ایک representational construct بھی ہوتی ہے جسے narrator، focalization، مکالمے، کردار کے فیصلوں اور اس کی یادداشت کے ذریعے بنایا جاتا ہے۔ (Freud, 1961)

اسی وجہ سے اس مقالے میں "انانیت" ایک operational literary category ہے۔ اس کے بنیادی indicators یہ ہیں: شعور ذات، اپنی حیثیت کا احساس، عزت نفس، اپنی خواہشات کا ادراک، فیصلہ سازی، شناخت کی حفاظت، سماجی دائرے سے negotiation، مزاحمت، خود احتسابی، نفسیاتی interiority اور اپنے وجود کے معنی پر غور۔ یہ indicators کسی ایک کردار میں سب جمع ہونا ضروری نہیں۔ یہی لچک اس اصطلاح کو مختلف تاریخی ادوار میں comparative use کے قابل بناتی ہے۔

6.2۔ انانیت، خود آگہی اور شناخت

خود آگہی اور identity ایک دوسرے کے مترادف نہیں۔ خود آگہی کسی کردار کا اپنی داخلی کیفیتوں، صلاحیتوں اور محدودیتوں سے واقف ہونا ہو سکتی ہے؛ identity اس واقفیت کو سماجی و تاریخی نسبت، نام، طبقہ، خاندان، تہذیب اور memory کے ساتھ جوڑتی ہے۔ Ricoeur (1992) کے ہاں narrative identity کا تصور اس مطالعے کے لیے خاص طور پر مفید ہے، کیونکہ ناول میں "میں کون ہوں؟" کا جواب اکثر کردار کے ماضی، حال، تعلقات اور مستقبل کے بارے میں بیان کردہ یا محسوس کردہ کہانی سے نکلتا ہے۔ اس طرح عورت کی خودی صرف جسمانی موجودگی نہیں بلکہ narrative self بھی بنتی ہے۔

یہی نکتہ امراؤ جان، عالیہ یا معاصر کرداروں پر یکساں طور پر لاگو نہیں ہوتا بلکہ مختلف سطحوں پر کھلتا ہے۔ امراؤ جان اپنی memory اور self-respect کے ذریعے اپنے وجود کو محفوظ رکھتی ہے؛ عالیہ تاریخی انتشار اور جذباتی تجربے کے اندر شناخت

تلاش کرتی ہے؛ معاصر کردار اپنی agency کو سماجی، ثقافتی یا وجودی انتخاب سے جوڑتے ہیں۔ یوں identity ایک جامد شناختی tag نہیں بلکہ مسلسل بننے والا process ہے۔

6.3۔ نسائی تنقید اور مقامی سیاق

Simone de Beauvoir نے عورت کی تشکیل کو سماجی و تاریخی عمل کے طور پر دیکھا اور عورت کو محض حیاتیاتی تقدیر تک محدود رکھنے سے انکار کیا۔ (Judith Butler, 2011) De Beauvoir نے gender کو fixed essence کے بجائے repeated social performance کے طور پر پڑھنے کی راہ ہموار کی۔ (Butler, 2006) یہ تصورات عورت کی literary construction کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں، لیکن اردو ناول کے مطالعے میں ان کا mechanical application کافی نہیں۔

South Asian اور decolonizing feminist scholarship ہمیں یاد دلاتی ہے کہ عورت کی agency مختلف تاریخی regimes، مذہبی و تہذیبی codes، طبقاتی تعلقات اور زبانوں کے اندر صورت پذیر ہوتی ہے۔ Mohanty (2003) کے مطابق "Third World woman" کو ایک یکساں، بے تاریخ اور محض مظلوم شخصیت سمجھنا itself ایک نظریاتی simplification ہے۔ اردو ادب کے تناظر میں Yaqin (2022) اور Naveeda et al (2024) جیسے مطالعات بھی reform، zenana، زبان، gender اور postcolonial politics کے باہمی تعلق پر توجہ دلاتے ہیں۔ چنانچہ اس مقالے میں عورت کو نہ صرف "مزاحم" بلکہ "negotiating subject" کے طور پر پڑھا گیا ہے۔

6.4 agency کی توسیع: بغاوت سے خاموش فیصلہ سازی تک

نسوانی agency کو اگر صرف گھر سے باہر نکلنے، شادی سے انکار، مردانہ اختیار کو چیلنج کرنے یا براہ راست احتجاج تک محدود کر دیا جائے تو ابتدائی اردو ناول کے متعدد باوقار کردار ہمارے analytic frame سے خارج ہو جائیں گے۔ اصغری کی agency اس کے household management، علم، practical judgment اور decision-making میں ہے؛ امراؤ جان کی agency اس کی self-definition اور dignity میں؛ عالیہ کی agency اس کی شناختی جستجو اور داخلی negotiation میں؛ جب کہ بعد کے کرداروں

agency model میں agency مذہبی، تہذیبی، طبقاتی، روحانی اور وجودی انتخاب کے ذریعے بھی سامنے آسکتی ہے۔ یہی وسیع agency model اس مقالے کے comparative argument کو ممکن بناتا ہے۔

7۔ قبل از قیام پاکستان: اخلاقی وقار، اصلاح اور ابتدائی شعورِ ذات

قبل از قیام پاکستان اردو ناول کے ایک بڑے حصے کا تعلق اصلاحِ معاشرہ، تہذیبی بحران، تعلیم، گھریلو تنظیم اور اخلاقی تربیت سے ہے۔ نوآبادیاتی عہد کے مسلم معاشرے میں عورت کی تعلیم اور تہذیبی نمائندگی خود ایک reformist project کا حصہ بن رہی تھی۔ حالیہ تاریخی scholarship نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ respectable woman، خاندان کی عزت، sexuality اور تہذیبی identity کے سوالات نے خواتین کے بارے میں اخلاقی مباحث کو گہرا متاثر کیا۔ (2022, Waheed, 2014; Yaqin)

اس سیاق میں نسوانی انانیت کی پہلی صورت زیادہ تر "خود اختیار فرد" کے بجائے "شعور رکھنے والی ذمہ دار شخصیت" کی شکل اختیار کرتی ہے۔ عورت کا وقار اس کے علم، فہم، اخلاقی استقامت، گھریلو organization اور خاندان پر مثبت اثر ڈالنے کی صلاحیت سے وابستہ کیا جاتا ہے۔ جدید نسائی autonomy ابھی غالب category نہیں، لیکن یہ کہنا بھی درست نہیں کہ عورت محض خاموش تابع ہستی ہے۔ اس دور کے بعض کرداروں کے ذریعے فردیت، فہم اور فیصلہ سازی کے ابتدائی آثار واضح ہوتے ہیں۔

7.1۔ ڈپٹی نذیر احمد: اصلاحی دائرے میں نسوانی فاعلیت

ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں میں عورت کی شخصیت education، تربیت اور domestic competence کے ذریعے مضبوط ہوتی ہے۔ مرآۃ العروس کی اصغری اسی model کو سب سے واضح صورت میں سامنے لاتی ہے۔ اکبری اور اصغری ایک ہی خاندان اور تربیتی ماحول سے نکلنے کے باوجود شخصیت کے اعتبار سے متضاد سمتیں اختیار کرتی ہیں۔ اکبری میں خواہش اور ضد نمایاں ہیں، مگر وہی خواہش اگر فہم، ذمہ داری اور عملی بصیرت سے منسلک نہ ہو تو constructive selfhood میں تبدیل نہیں ہوتی۔ یوں ناول implicit طور پر positive ego اور self-centred impulse کے درمیان فرق قائم کرتا ہے۔

اصغری کا کردار زیادہ اہم اس لیے ہے کہ اس کی خود اعتمادی محض ذاتی superiority نہیں بلکہ مسئلہ حل کرنے، گھر کو منظم کرنے، حالات کو سمجھنے اور فیصلے کرنے کی صلاحیت سے جڑی ہوئی ہے۔ یہاں عورت کا "میں" خاندان کی اصلاح سے متصادم نہیں؛ وہ اپنی ذات کا شعور اجتماعی خیر کے اندر استعمال کرتی ہے۔ یہی ایک اہم تاریخی نکتہ ہے: عورت کی agency اس دور میں ضروری نہیں کہ social rebellion بنے، بلکہ moral competence بھی agency کی ایک معتبر شکل ہو سکتی ہے۔

بنات النعش میں تعلیم، ذہنی تربیت اور فکری بالیدگی اسی model کو مزید واضح کرتی ہے۔ عورت کے لیے علم محض معلومات نہیں بلکہ شخصیت سازی کا وسیلہ ہے۔ تعلیم سے خود اعتمادی، judgment اور اخلاقی ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ توبہ النصوح میں خود احتسابی، مذہبی شعور اور اصلاح نفس کے اندر بھی یہی logic کام کرتا ہے۔ عورت کا کردار اپنی ذات کے بارے میں سوچتا ہے، اپنے اعمال کی اصلاح کرتا ہے اور خاندان کی اخلاقی تشکیل میں حصہ لیتا ہے۔

اس model کی حد بھی واضح ہے: عورت کی آزادی کو ذمہ داری، خاندان اور اخلاقی نظم کے اندر رکھا گیا ہے۔ لہذا اس کردار کو twenty-first-century feminist autonomy کے معیار سے ناپنا تاریخی سیاق کو مسخ کر سکتا ہے۔ جدید scholarship بھی reformist discourse کو محض liberation narrative نہیں سمجھتی؛ اصلاح کی زبان بعض اوقات عورت کو مزید اخلاقی regulation کے دائرے میں بھی رکھتی تھی۔ (2014, Waheed)

7.2۔ مرزا ہادی رسوا: امراؤ جان اور داخلی خودی کا ابھار

امراؤ جان ادا اس ابتدائی model میں ایک واضح تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ یہاں عورت کی شخصیت کو صرف تعلیم، گھریلو انتظام یا اخلاقی exemplar کے طور پر نہیں دیکھا جاتا؛ اس کی داخلی دنیا، memory، خواہش، محرومی، self-respect اور اجتماعی حاشیہ بندی بھی narrative centre میں آتی ہے۔ حالیہ ادبی مطالعات میں امراؤ جان کی اہمیت اسی وجہ سے مسلسل زیر بحث رہتی ہے کہ وہ gender، class، sexuality اور تہذیبی تاریخ کے پیچیدہ intersection پر کھڑی شخصیت ہے۔ (Waheed, 2014;)

(2025, Rani & Sandhu)

امراؤ جان کا مسئلہ identity کا بحران ہے، نپیدائشی شناخت سے جبری جدائی، نئے نام اور نئے سماجی مقام میں داخلہ، اور پھر اپنے وجود کے لیے ایک مستقل داخلی مرکز کی تلاش۔ اس کے باوجود وہ خود کو صرف دوسروں کی نظر سے نہیں دیکھتی۔ وہ اپنے تجربات کو معنی دیتی ہے، اپنی عزت کو محسوس کرتی ہے اور اپنی شخصیت کو ایک مستقل value کے طور پر برقرار رکھتی ہے۔ یہ پہلی واضح صورتوں میں سے ہے جہاں عورت کا "میں" narrative authority حاصل کرتا ہے۔

اس کردار کی agency سیاسی یا انقلابی مزاحمت کے بجائے psychological survival اور self-definition کی شکل میں ہے۔ یہی distinction اس article کے مرکزی argument کے لیے اہم ہے۔ خاموش dignity بھی resistance ہو سکتی ہے؛ self-narration بھی agency ہو سکتی ہے؛ اور کسی کردار کا اپنے وجود کو بے وقعت سمجھنے سے انکار بھی انانیت کا تعمیری اظہار ہو سکتا ہے۔ اس سطح پر اردو ناول اخلاقی exemplar سے psychological subject کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔

7.3۔ رتن ناتھ سرشار: تہذیبی فضا میں شعورِ شخصیت

فسانہ آزاد میں نسوانی کردار narrative centre کے واحد مالک نہیں، لیکن لکھنؤ کی تہذیبی زندگی، سماجی طبقات اور gendered relations کے اندر ان کی موجودگی ایک مخصوص individual presence پیدا کرتی ہے۔ سرشار کے ہاں عورت کے کرداروں میں ذہانت، معاملہ فہمی، self-respect اور سماجی ماحول کو پڑھنے کی صلاحیت نظر آتی ہے۔ اس سطح پر انانیت کا مفہوم واضح بغاوت سے زیادہ اپنی حیثیت اور وقار کے احساس سے وابستہ ہے۔

سرشار کی significance یہ ہے کہ روزمرہ تہذیبی interaction میں عورت کی individuality نمایاں ہوتی ہے۔ اس کے فیصلے، پسند، ردِ عمل اور وقار اسے محض plot device رہنے نہیں دیتے۔ یوں اصلاحی اخلاقیات کے مقابلے میں یہاں social visibility اور personality کی تہذیبی تشکیل اہم ہو جاتی ہے۔

7.4۔ عبدالحلیم شرر: اخلاقی استقامت اور کردار کا وقار

عبدالکلیم شرر کے تاریخی ناولوں میں عورت اکثر بلند اخلاقی اقدار، وفاداری، عزت نفس اور اصول پسندی کی حامل شخصیت کے طور پر سامنے آتی ہے۔ اس کا "میں" فردی خود مختاری کے بجائے moral integrity کے ذریعے اپنا وجود ثابت کرتا ہے۔ خارجی دباؤ کے باوجود اپنے اصول پر قائم رہنا ایک ایسی agency پیدا کرتا ہے جسے صرف خاموش اطاعت کہنا درست نہیں۔ شرر کے ہاں نسوانی انانیت کا اہم پہلو یہ ہے کہ عورت اپنی شخصیت کی وحدت محفوظ رکھتی ہے۔ وہ وقتی مصلحت یا ذاتی فائدے کے لیے اپنے اخلاقی معیار کو ترک نہیں کرتی۔ یوں selfhood اپنی ethical coherence کے ذریعے تشکیل پاتا ہے۔ تاہم یہ agency بھی وسیع سماجی آزادی کے بجائے تہذیبی و اخلاقی دائرے میں رہتی ہے، جو اس دور کی نمائندگی کی حد کو ظاہر کرتی ہے۔

7.5۔ راشد الخیری: محرومی، داخلی دنیا اور خاموش مزاحمت

راشد الخیری کی عورت کے مطالعے میں جذباتی محرومی، ازدواجی نا انصافی، معاشی انحصار، تعلیم کی کمی اور سماجی پابندیوں جیسے مسائل اہم ہیں۔ ان کے ہاں عورت محض مظلوم نہیں؛ وہ محسوس کرتی ہے، سوچتی ہے، اپنی محرومی کو سمجھتی ہے اور بعض اوقات خاموش داخلی مزاحمت کے ذریعے اپنے وقار کو برقرار رکھتی ہے۔ یہ internality نسوانی انانیت کی تاریخ میں ایک اہم transitional form ہے۔

راشد الخیری کے کرداروں کی خاموشی کو صرف عدم agency سمجھ لینا درست نہیں۔ ان کی داخلی دنیا اور emotional self respect ایک ایسا "اندرونی مقام" بناتی ہے جہاں عورت external control کے باوجود اپنے وجود کی قدر کو محسوس کرتی ہے۔ یہی جگہ بعد کے اردو ناول میں زیادہ واضح identity politics اور psychological narration کے لیے groundwork فراہم کرتی ہے۔

7.6۔ قبل از قیام پاکستان کا تقابلی خلاصہ

روایت سے تعلق	agency کا بنیادی وسیلہ	انانیت کی غالب صورت	ادبی نمائندہ
روایت کے اندر اصلاح	فہم، فیصلہ سازی، گھریلو و اجتماعی	تعلیم، اخلاقی شعور، ذمہ داری	ڈپٹی نذیر احمد

اصلاح			
روایت اور حاشیہ بندی کے درمیان کشمکش	خود بینی، self-memory definition	خود آگہی، خود داری، شناخت	مرزا ہادی رسوا
تہذیبی فضا میں negotiation	روزمرہ interaction، انفرادی پسند	وقار، معاملہ فہمی، سماجی شعور	رتن ناتھ سرشار
تہذیبی و اخلاقی نظم کے اندر	اصول پسندی، وفاداری، character integrity	اخلاقی استقامت، عزت نفس	عبدالحلیم شرر
روایتی حدود کے اندر تناؤ	خاموش داخلی مزاحمت، self-respect	نفسیاتی احساس ذات، جذباتی وقار	راشد الخیری

اس دور کے بارے میں مجموعی نتیجہ یہ ہے کہ نسوانی انانیت ابھی محدود مگر واضح صورت میں موجود ہے۔ عورت کی agency زیادہ تر اخلاقی، تعلیمی، گھریلو اور داخلی سطحوں پر کام کرتی ہے۔ امراؤ جان اور راشد الخیری کی عورت اس pattern کو psychological depth عطا کرتی ہے، جب کہ ڈپٹی نذیر احمد کی عورت اسے اصلاحی اور practical competence سے مربوط کرتی ہے۔ لہذا قبل از قیام پاکستان کو محض pre-feminist silence کا دور کہنا اس corpus کے اندر موجود پیچیدگی کو کم کر دیتا ہے۔

8۔ بعد از قیام پاکستان: شناخت، مزاحمت اور نفسیاتی خود شناسی

قیام پاکستان، تقسیم کے سانحے، ہجرت، نئی ریاست کی تشکیل، شہری زندگی، طبقاتی تبدیلی اور جدید فکری رجحانات نے اردو ناول کے نسوانی کردار کے لیے نئی تاریخی صورتحال پیدا کی۔ اب عورت کی شخصیت صرف خاندان کی اخلاقی اکائی کے طور پر نہیں بلکہ ایک ایسے فرد کے طور پر سامنے آتی ہے جو تاریخ کے جھٹکوں، سیاسی کشمکش، تہذیبی بے یقینی اور ذاتی خواہش کے درمیان اپنی جگہ بناتی ہے۔

اس دور میں انانیت کے مفہوم میں ایک بنیادی تبدیلی شناخت کے سوال کی شدت ہے۔ اب "میں کون ہوں؟" کے ساتھ "میری شناخت کس کی ملکیت ہے؟"، "مجھے کن سماجی ناموں سے پکارا جاتا ہے؟" اور "میں اپنی زندگی کے فیصلوں میں کتنا حصہ رکھتی ہوں؟" جیسے سوال بھی سامنے آتے ہیں۔ نسائی ادب کے حالیہ مطالعات بھی identity، oppression، resistance اور gender roles کی تبدیلی کو اردو فلشن کے اہم موضوعات قرار دیتے ہیں۔ (Mumtaz et al., 2025)

8.1۔ عصمت چغتائی: مزاحمت اور آزادی فکر

عصمت چغتائی کے یہاں نسوانی انانیت کی نمایاں صورت مزاحمت، آزادی فکر، desire اور معاشرتی norms سے سوال کے ذریعے سامنے آتی ہے۔ ٹیڑھی لکیر کی شمن اپنی زندگی کو محض دی ہوئی نسوانی شناخت کے مطابق قبول نہیں کرتی؛ وہ سوال اٹھاتی ہے، فرسودہ روایات اور صنفی hierarchy کو challenge کرتی ہے اور اپنی خواہشات کو قابل گفتگو بناتی ہے۔ یہاں انانیت پہلی مرتبہ واضح طور پر "مزاحمتی subjectivity" کی شکل اختیار کرتی ہے۔ عورت کی agency اب moral competence تک محدود نہیں بلکہ normative order سے اختلاف کی زبان بھی حاصل کرتی ہے۔ تاہم اس مزاحمت کو محض western feminist template سے نہ پڑھنا چاہیے؛ عصمت کے بیانے میں جسم، sexuality، domesticity اور سماجی reputation کے مخصوص South Asian contexts موجود ہیں۔ یہی مقامی texture اس مزاحمت کو محض imported ideology بننے سے بچاتا ہے۔

8.2۔ قرۃ العین حیدر: تہذیبی اور تاریخی شناخت

قرۃ العین حیدر کے نسوانی کردار identity کو تاریخ اور تہذیب سے جدا نہیں کرتے۔ آگ کا دریا اور میرے بھی صنم خانے جیسے متون میں عورت اپنے personal self کے ساتھ civilizational memory، cultural displacement اور تاریخی continuity کا شعور بھی رکھتی ہے۔ انانیت یہاں صرف "میری آزادی" نہیں بلکہ "میں کس تاریخ اور تہذیب سے بنی ہوں؟" کا سوال بن جاتی ہے۔

یہ transformation اس بات کو واضح کرتی ہے کہ selfhood کا ایک اہم حصہ collective memory بھی ہے۔ فرد اپنی ذات کو ماضی، تہذیب اور اجتماعی تجربے کے ساتھ negotiate کرتا ہے۔ قرۃ العین حیدر کی عورت اس negotiation میں فعال فاعل ہے، اگرچہ اس کی agency عصمت کے براہ راست resistance model سے مختلف ہے۔ یوں نسوانی انانیت cultural subjectivity میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

8.3۔ خدیجہ مستور: عالیہ اور شناخت کی جستجو

آنگن کی عالیہ کے یہاں identity ایک خاموش اور مسلسل process ہے۔ تقسیم کے سیاسی و سماجی انتشار کے درمیان عورت کی شخصیت محبت، تعلق، خاندان، تاریخی تبدیلی اور ذاتی خواہش کے بیچ اپنی جگہ تلاش کرتی ہے۔ thesis کے مطابق عالیہ نہ مکمل باغی ہے اور نہ مکمل تابع؛ اسی middle space میں اس کی psychological complexity پیدا ہوتی ہے۔ یہ کردار ہمیں agency کی ایک اہم صورت دکھاتا ہے: negotiation۔ عالیہ ہر مسئلے کا حل dramatic rebellion کے ذریعے نہیں نکالتی؛ وہ حالات کو سمجھتی ہے، جذبات کو process کرتی ہے اور اپنی identity کو آہستہ آہستہ واضح کرتی ہے۔ اس لیے اس کی انانیت intensity کے بجائے continuity سے پہچانی جاتی ہے۔

8.4۔ عبداللہ حسین: سماجی و طبقاتی شعور

اداس نسلیں اور باگھ کے تناظر میں عورت کی شخصیت تاریخی، سیاسی اور طبقاتی عوامل سے تشکیل پاتی ہے۔ یہاں identity نہ صرف gendered بلکہ classed بھی ہے۔ عورت اپنے ماحول میں موجود عدم مساوات، طبقاتی فرق اور سماجی طاقت کے patterns کو محسوس کرتی ہے۔ اس شعور سے ایک ایسی self-awareness پیدا ہوتی ہے جو فرد کو اپنے حالات کے ساتھ critical relation قائم کرنے کے قابل بناتی ہے۔

عبداللہ حسین کے یہاں مزاحمت اکثر overt ideological declaration نہیں بنتی؛ اس کے بجائے social awareness، emotional self-preservation اور اپنی شخصیت کو محض دوسروں کے فیصلوں پر منحصر نہ رکھنے کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ یوں انانیت social consciousness کے ساتھ جڑتی ہے اور عورت کی identity relational yet self-aware بن جاتی ہے۔

8.5۔ احسن فاروقی: نفسیاتی خود شناسی

احسن فاروقی کے منتخب ناولوں میں نسوانی کرداروں کی اہم جہت داخلی شخصیت، نفسیاتی تجزیہ اور emotional self assessment ہے۔ یہاں عورت کا مسئلہ صرف یہ نہیں کہ معاشرہ اس پر کیا عائد کرتا ہے؛ وہ یہ بھی دیکھتی ہے کہ ان external expectations نے اس کے باطن میں کیلپیدا کیا۔ اس طرح selfhood inward turn اختیار کرتا ہے۔

نفسیاتی self-awareness کا یہ مرحلہ بعد کے معاصر فکشن میں مزید گہرا ہوتا ہے۔ کردار اپنی خواہش، guilt، محبت، احساس محرومی اور decision-making کے بارے میں reflective ہوتے ہیں۔ انانیت یہاں self-observation اور self-interpretation کے ذریعے مضبوط ہوتی ہے، یعنی کردار خود کو صرف محسوس نہیں کرتا بلکہ اپنے احساسات کو معنی دینے کی کوشش بھی کرتا ہے۔

8.6۔ بانو قدسیہ: روحانی و وجودی خودی

بانو قدسیہ کے ناولوں، بالخصوص راجہ گدھ اور حاصل گھاٹ، میں عورت کی شخصیت moral اور spiritual questions سے جڑتی ہے۔ راجہ گدھ کی سیمی شاہ محبت، محرومی، اخلاقی انتخاب، باطن اور وجود کے سوالات کے درمیان اپنا مقام تلاش کرتی ہے۔ یہاں نسوانی انانیت ایک ایسے خود شعور کی شکل اختیار کرتی ہے جو محض معاشرتی recognition سے آگے بڑھ کر وجود کے معنی سے سوال کرتا ہے۔

اس dimension کو feminism کے "binary oppression versus liberation" model میں پوری طرح نہیں سمیٹا جاسکتا۔ بعض کردار اپنی identity کو روحانی اور اخلاقی meanings کے اندر تلاش کرتے ہیں۔ اس کا مطلب agency کی عدم موجودگی نہیں بلکہ agency کی ایک مختلف grammar ہے: self-realisation، moral reflection، spiritual sensitivity اور اپنے وجود کی ذمہ داری۔ بانو قدسیہ کی fiction پر حالیہ feminist scholarship بھی آزادی اور gender regimes کے سوالات کو باہم مربوط دیکھتی ہے۔ (2019, Deebea & Usman)

8.7۔ بعد از قیام پاکستان کا تقابلی خلاصہ

ادبی نمائندہ	انانیت کی غالب صورت	بنیادی سوال	agency کی نوعیت
عصمت چغتائی	مزاحمت، آزادی فکر، خود مختاری	میں کن پابندیوں کو رد کرتی ہوں؟	براہ راست سوال اور مزاحمت
قرۃ العین حیدر	تہذیبی شناخت، تاریخی شعور	میں کس تاریخ اور تہذیب سے بنی ہوں؟	ثقافتی و تاریخی negotiation
خدیجہ مستور	شناخت کی جستجو، جذباتی خود آگہی	میں بدلتی دنیا میں کون ہوں؟	خاموش داخلی جدوجہد
عبداللہ حسین	سماجی و طبقاتی شعور	میری ذات پر سماجی قوتیں کیسے اثر انداز ہیں؟	critical social awareness
احسن فاروقی	نفسیاتی خود شناسی	میں اپنے اندر کیا محسوس اور کیوں کرتی ہوں؟	self-observation, reflection
بانو قدسیہ	روحانی و وجودی شعور	میرے وجود اور انتخاب کا اخلاقی معنی کیا ہے؟	moral/spiritual self-definition

بعد از قیام پاکستان کا دور نسوانی انانیت کے دائرے کو نمایاں طور پر وسیع کرتا ہے۔ اگر قبل از قیام پاکستان میں اخلاقی وقار اور

practical competence غالب indicators تھے تو اب identity, resistance, historical consciousness

psychological interiority اور spiritual/existential questioning الگ الگ analytic dimensions بن جاتے ہیں۔ یہی

diversification اردو ناول کے female character کو زیادہ layered subject میں تبدیل کرتی ہے۔

9۔ معاصر اردو ناول: کثیر سطحی خودی، فاعلیت اور وجودی پیچیدگی

معاصر دور میں نسوانی انانیت کسی ایک dominant grammar میں نہیں رہتی۔ تعلیم، شہری زندگی، معاشی تبدیلی، میڈیا، عالمی

cultural flows اور identity politics نے عورت کے تجربے کو مزید پیچیدہ کیا ہے۔ نئی اردو fiction میں female subject

اور simultaneously family member، professional/creative individual، cultural bearer، emotional self

existential being ہو سکتی ہے۔ حالیہ مطالعات بھی جدید اردو فکشن میں عورت کے کردار کو خود آگاہ، مزاحم، فیصلہ ساز اور

سماجی شعور رکھنے والی صورتوں میں دیکھتی ہیں۔ (2025, Rani & Sandhu, 2025; Hussain & Ahmad)

اس دور کا اہم فرق یہ ہے کہ agency صرف "کسی پابندی سے آزادی" نہیں بلکہ "اپنی ذات کی کئی سطحوں کو یک وقت ترتیب دینے" کا عمل بن جاتی ہے۔ عورت روایت سے مکمل انقطاع کے بجائے بعض اوقات اس کی تعبیر بدلتی ہے، reject کو family کرنے کے بجائے اس کے اندر اپنی جگہ negotiate کرتی ہے، اور روحانی یا تہذیبی وابستگی کو autonomy کے ساتھ جوڑ سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ contemporary ego-consciousness کو multidimensional کہنا زیادہ مناسب ہے۔

9.1۔ مستنصر حسین تارڑ: نفسیاتی و وجودی خود آگاہی

مستنصر حسین تارڑ کے منتخب ناولوں - بہاؤ، راکھ اور خس و خاشاکِ زمانے - میں انسانی وجود، displacement، memory اور تہذیبی experience کی بڑی فضا کے اندر عورت کی شخصیت مختلف سطحوں پر سامنے آتی ہے۔ thesis کے مطابق معاصر عورت یہاں اپنی ذات کو محض relational identity کے طور پر نہیں دیکھتی بلکہ اپنے تجربے کی داخلی معنویت کو بھی سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔

انانیت کی صورت اس سطح پر psychological autonomy، existential awareness اور self-reflection سے جڑتی ہے۔ عورت کا "میں" external recognition کا منتظر رہنے کے بجائے اپنے تجربے کے معنی خود دریافت کرنے لگتا ہے۔ یہ agency خاموش ہو سکتی ہے، مگر اس کی intellectual density زیادہ ہے۔

9.2۔ بانو قدسیہ: روحانی خودی کا تسلسل

معاصر فکری سیاق میں بانو قدسیہ کی fiction روحانی اور اخلاقی selfhood کی تشکیل کو مزید گہرا کرتی ہے۔ راجہ گدھ، حاصل گھاٹ اور ایک دن کے حوالے سے thesis کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ نسوانی کرداروں کے لیے شناخت صرف سماجی تعلقات سے نہیں بنتی؛ وہ باطن، اخلاقی انتخاب، روحانی اضطراب اور مقصدِ زندگی سے بھی بنتی ہے۔

اس model میں خود آگہی اپنے نفس کی خواہشات کو پہچاننے کے ساتھ ساتھ ان پر غور کرنے اور ان کی اخلاقی قیمت سمجھنے کا عمل بھی ہے۔ یوں selfhood اور responsibility ایک دوسرے سے الگ نہیں رہتے۔ یہ پہلے دور کے moral selfhood سے مختلف اس معنی میں ہے کہ اب morality صرف معاشرتی discipline نہیں بلکہ فرد کی interior reflection کا موضوع بن جاتی ہے۔

9.3۔ شمس الرحمن فاروقی: جمالیاتی و تہذیبی خودی

کئی چاند تھے سر آسمان کی وزیری خانم معاصر اردو ناول میں عورت کے aesthetic، cultural اور social self کو سمجھنے کے لیے اہم کردار ہے۔ thesis کے مطابق اس کردار کے اندر عزت نفس، تہذیبی شعور، طبقاتی dignity اور emotional self awareness باہم ملتے ہیں۔

یہاں انانیت کا نیا پہلو "جمالیاتی خودی" ہے۔ عورت اپنے لباس، taste، تہذیبی repertoire یا سماجی وقار کے ذریعے صرف appearance نہیں بناتی؛ وہ اپنے لیے ایک cultural position بھی تشکیل دیتی ہے۔ اس طرح femininity اور selfhood کے درمیان تعلق بہت پیچیدہ ہو جاتا ہے: بعض inherited codes خود identity کے resources بن جاتے ہیں، جب کہ انہی codes کے اندر hierarchy بھی موجود رہتی ہے۔

9.4۔ بشریٰ رحمن: شناخت کی تلاش اور جذباتی خود مختاری

لگن اپنی اپنی اور لازوال میں نسوانی کردار محبت، شادی، خاندان اور فردی خواہش کے درمیان توازن تلاش کرتے ہیں۔ یہاں عورت روایتی تعلقات کو یکسر رد نہیں کرتی بلکہ ان کے اندر اپنی ذات کی جگہ کا سوال اٹھاتی ہے۔ یہی negotiation contemporary ego-consciousness کی ایک بنیادی خصوصیت ہے۔

بشریٰ رحمن کی عورت کے لیے selfhood کا مسئلہ emotional recognition سے بھی جڑا ہے۔ وہ صرف یہ نہیں چاہتی کہ اس کی نگہداشت یا قربانی کو پہچانا جائے؛ وہ اپنی خواہش اور feeling کو بھی valid experience سمجھتی ہے۔ اس لیے emotional autonomy اس دور میں انانیت کی اہم علامت بن جاتی ہے۔

9.5۔ اطہریگ: فکری خود مختاری اور شناختی بحر ان

thesis میں اطہریگ کے منتخب متون کے بارے میں انانیت کی بنیادی صورت فکری خود مختاری، سماجی شعور، شناختی بحر ان، self-confidence اور روایت و جدیدیت کے درمیان tension قرار دی گئی ہے۔ اس analysis کی روشنی میں معاصر عورت intellectual subject کے طور پر سامنے آتی ہے: وہ inherited values کو صرف اس لیے قبول نہیں کرتی کہ وہ inherited ہیں، بلکہ ان پر غور کرتی ہے، سوال کرتی ہے اور ان کے ساتھ اپنا تعلق دوبارہ مرتب کرتی ہے۔

اس section کے لیے اہم bibliographic احتیاط یہ ہے کہ working thesis bibliography میں 2014 اور 2017 کے متون کے titles/edition details مکمل درج نہیں تھے۔ لہذا اس article میں ان specific works کے titles کا غیر ضروری اضافہ نہیں کیا گیا۔ حتیٰ publication سے پہلے exact editions اور textual passages verify کر کے in-text citations شامل کرنا ضروری ہوگا۔

9.6۔ طاہرہ اقبال: متوازن خودی، اخلاقی شعور اور خاموش مزاحمت

طاہرہ اقبال کے بارے میں thesis کی interpretation یہ ہے کہ نسوانی کردار اپنی مذہبی، اخلاقی، سماجی اور خاندانی ذمہ داریوں کے ساتھ رہتے ہوئے اپنی شخصیت کا وقار برقرار رکھتے ہیں۔ یہاں selfhood کی distinctive form balance ہے: عورت نہ مکمل انکار کرتی ہے، نہ خود کو مکمل طور پر dissolve کرتی ہے۔

اس طرح contemporary ego-consciousness کا ایک اہم نتیجہ یہ ہے کہ resistance ہمیشہ loud نہیں ہوتا۔ اخلاقی self-awareness، اپنی boundaries کی حفاظت، اپنی شخصیت کو رشتوں میں گم نہ ہونے دینا اور خاموش disagreement بھی agency بن سکتے ہیں۔ طاہرہ اقبال کے حوالے سے thesis bibliography میں بعض bibliographic details نامکمل ہیں، اس لیے final submission میں exact editions کی verification لازم ہوگی۔ حالیہ تحقیق میں طاہرہ اقبال کے ناول ہڑپہ پر بھی agency اور feminine culture، regional language، lived experience کے حوالے سے توجہ دی گئی ہے، جو اس

comparative direction کو مزید contemporary context فراہم کرتی ہے۔ (2025, Rana & Ata Rasool)

9.7۔ معاصر نسوانی انانیت کی مشترک جہتیں

• نفسیاتی خود آگہی: کردار اپنی internal conflicts، feelings، memory اور خواہش کو identify کرتے ہیں۔

• سماجی فاعلیت: کردار اپنے ماحول کے power structures کو پڑھتے اور بعض سطحوں پر ان سے negotiation کرتے ہیں۔

• تہذیبی شعور: شناخت کو زبان، تاریخ، روایت، علاقائی تجربے اور cultural memory کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔

• جذباتی خود مختاری: محبت، شادی اور تعلقات میں individual feeling کو meaningful experience سمجھا جاتا ہے۔

• روحانی شعور: selfhood کو اخلاق، باطن، مقصدِ زندگی اور spiritual responsibility کے ساتھ مربوط کیا جاتا ہے۔

• وجودی شعور: کردار اپنے وجود، انتخاب، معنی اور mortality تک سوالات کو لے جاتے ہیں۔

• جمالیاتی خودی: شخصیت کی تشکیل میں taste، culture، dignity اور self-presentation بھی شناخت کا حصہ بنتے ہیں۔

10۔ ارتقائی ماڈل: اخلاقی خودی سے کثیر سطحی خود آگہی تک

تینوں ادوار کو سامنے رکھنے سے ایک conceptual sequence ابھرتی ہے جسے thesis میں یوں بیان کیا گیا ہے: اخلاقی شعور → خودداری → شناخت کا احساس → مزاحمت → نفسیاتی خود شناسی → تہذیبی آگاہی → روحانی شعور → وجودی خود آگاہی۔ یہ sequence اس مقالے میں کسی universal historical law کے طور پر پیش نہیں کی جا رہی۔ اس کی حیثیت ایک heuristic map کی ہے جو منتخب corpus میں بار بار سامنے آنے والی dominant tendencies کو منظم کرتا ہے۔

اس model کا پہلا مرحلہ moral selfhood ہے۔ عورت اپنی شخصیت کو علم، ذمہ داری، اخلاقی استقامت اور family competence کے ذریعے meaning دیتی ہے۔ دوسرا مرحلہ identity consciousness ہے، جہاں "میں کون ہوں؟" کا سوال تیز ہوتا ہے۔ تیسرا مرحلہ resistance ہے، جہاں character established gender codes پر سوال اٹھاتا ہے۔ چوتھے مرحلے میں psychological interiority بڑھتی ہے، پھر historical/cultural identity شامل ہوتی ہے۔ بعد کے مرحلوں میں selfhood spiritual اور existential registers تک پھیل جاتا ہے۔

اس model کی اصل علمی قوت اس کی linearity میں نہیں بلکہ differentiation میں ہے۔ ایک ہی دور میں مختلف modes موجود ہو سکتے ہیں؛ ایک ہی کردار میں moral responsibility اور resistance اکٹھے آ سکتے ہیں؛ اور contemporary character ضروری نہیں کہ traditional moral selfhood سے مکمل طور پر منقطع ہو۔ اس لیے "evolution" کو representational expansion، multiplication of registers اور increasing narrativisation of the self کے طور پر سمجھنا زیادہ محتاط اور زیادہ productive ہے۔

بیانیاتی کیفیت	agency کی غالب صورت	شعور کا مرکز	غالب نمائندگی	دور
عورت بطور اخلاقی و سماجی subject	فیصلہ سازی، خودداری، family competence	تعلیم، ذمہ داری، وقار	اخلاقی و اصلاحی نسوانیت	قبل از قیام پاکستان
عورت بطور historical/psychological subject	سوال، negotiation، self-definition	identity، history، emotions، resistance	شناخت، مزاحمت، نفسیاتی شعور	بعد از قیام پاکستان

معاصر اردو ناول	کثیر سطحی خودی	psychology، culture، spirituality، existentiality، aesthetics	self-reflection، negotiated autonomy، plural agency	عورت بطور multidimensional self
-----------------	----------------	---	---	---------------------------------

10.1- "روایتی نسوانیت" کی از سر نو تفہیم

روایتی نسوانیت کو صرف oppression کا مترادف سمجھنا بھی درست نہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد کی اصغری یا شرکی اخلاقی کرداریت میں روایت عورت کو boundaries فراہم کرتی ہے، لیکن انہی boundaries کے اندر اسے competence، وقار اور decision-making کا space بھی ملتا ہے۔ دوسری طرف یہ space مکمل autonomy نہیں دیتا۔ اسی duality کو دیکھنا ضروری ہے۔ روایت ایک ہی وقت میں constraint بھی ہو سکتی ہے اور identity resource بھی۔

یہ نکتہ Yaqin (2022) اور Waheed (2014) کے تاریخی مباحث سے بھی تقویت پاتا ہے، جہاں عورت کی education، respectability، family honour، reform اور sexuality ایک دوسرے سے جڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے early Urdu novel کی عورت کو نہ صرف "traditional victim" اور نہ صرف "proto-feminist heroine" کہا جا سکتا ہے۔ وہ ایک historically located negotiating subject ہے۔

10.2- "مزاحمت" سے "negotiated agency" تک

عصمت چغتائی کے ہاں resistance visible and discursive ہے، جب کہ خدیجہ مستور کی عالیہ میں agency زیادہ inward اور relational ہے۔ قرۃ العین حیدر کے ہاں cultural memory کے ساتھ self-definition، عبد اللہ حسین کے ہاں class consciousness، بانو قدسیہ کے ہاں spiritual reflection، اور معاصر ناول میں psychological/existential autonomy سامنے آتی ہے۔ ان تمام صورتوں کو ایک ہی پیمانے پر ناپنا ممکن نہیں؛ ان کے لیے layered agency کا تصور زیادہ مناسب ہے۔

10.3 identity کی اندرونی اور بیرونی سطحیں

اس مطالعاتی model میں identity کی کم از کم چار سطحیں سامنے آتی ہیں: (1) interpersonal identity - خاندان اور تعلقات کے اندر "میں"؛ (2) social identity - طبقہ، مقام، تعلیم، معاشی یا سماجی حیثیت؛ (3) cultural identity - تاریخ، تہذیب، زبان اور memory؛ اور (4) existential/spiritual identity - اپنے وجود کے مقصد اور معنی سے نسبت۔ معاصر کرداروں میں یہ سطحیں الگ الگ نہیں رہتیں بلکہ ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتی ہیں۔ یہی merger نسوانی انانیت کو multidimensional بناتا ہے۔

11۔ بحث (Discussion)

مندرجہ بالا تقابلی مطالعے سے پہلی اہم بات یہ سامنے آتی ہے کہ اردو ناول میں عورت کی subjectivity یک دم پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے ابتدائی آثار اصلاحی اور اخلاقی کرداریت میں موجود ہیں، لیکن ہر نئے تاریخی مرحلے میں اس کے اظہار کی grammar بدلتی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کی تعلیم یافتہ اور decision-making عورت سے لے کر امراؤ جان کی self-narrating شخصیت، عصمت کی مزاحمت، عالیہ کی identity search، اور contemporary fiction کی plural selfhood تک ایک بنیادی continuity موجود ہے: عورت کو اپنے وجود کے بارے میں کچھ کہنے، محسوس کرنے یا فیصلہ کرنے کی صلاحیت ملتی جاتی ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ "انانیت" کو صرف psychological trait سمجھنا کافی نہیں۔ یہ literary representation کا مسئلہ بھی ہے۔ جب narrator عورت کی interiority کو جگہ دیتا ہے، اس کی voice کو اہمیت دیتا ہے، اس کے احساسات کو plot causality سے جوڑتا ہے، یا اس کے فیصلے کو narrative consequences پیدا کرنے کی صلاحیت دیتا ہے، تو اس کردار کی ego-consciousness narrative structure میں بھی مثبت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کردار نگاری اور انانیت کے درمیان تعلق محض موضوعاتی نہیں بلکہ formal بھی ہے۔

تیسری بات resistance کے مفہوم سے متعلق ہے۔ feminist literary criticism میں resistance اہم category ہے، لیکن ہر self-aware عورت کو rebel کہہ دینا analytic overreach پیدا کرتا ہے۔ عالیہ یا شرر کی عورتیں بعض جگہ خاموش یا

negotiated agency رکھتی ہیں۔ ان کی شخصیت کا استحکام، emotional boundaries، moral refusal یا self-respect بھی domination کے سامنے ایک محدود مگر معنی خیز قوت بن سکتے ہیں۔ جدید feminist theory کے اندر بھی agency کو context-dependent process سمجھنے کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔ (2003, Mohanty)

چوتھی بات spirituality کے کردار سے متعلق ہے۔ اردو ناول میں عورت کی autonomy کو صرف secular-liberal vocabulary میں پڑھنے سے بانو قدسیہ جیسے متون کے ایک بڑے معنوی حصے کا احاطہ نہیں ہوگا۔ روحانی خودی بعض کرداروں کے لیے selfhood کو کم نہیں کرتی بلکہ اسے ایک دوسرے register میں منتقل کرتی ہے۔ یہاں سوال یہ نہیں کہ کردار نے روایت کو توڑا یا نہیں؛ سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنے moral/spiritual experience کی interpreter بن سکی؟ اگر ہاں، تو یہ بھی selfhood کی ادبی تشکیل ہے۔

پانچویں بات جمالیاتی اور تہذیبی dimensions کی ہے۔ شمس الرحمن فاروقی جیسے متون یہ دکھاتے ہیں کہ identity صرف rights، resistance یا psychology سے نہیں بنتی؛ taste، language، culture، dignity اور aesthetic sensibility بھی ایک فرد کی self-fashioning میں حصہ لیتے ہیں۔ contemporary Urdu literature پر حالیہ scholarship اسی broadened field of identity کی طرف بڑھ رہی ہے، جہاں gender کو culture اور historical memory سے الگ نہیں کیا جاتا۔ (2024, Naveeda et al)

چھٹی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ evolutionary narrative کو teleological نہ بنایا جائے۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ ہر بعد کا کردار لازماً پہلے سے "زیادہ آزاد"، "زیادہ جدید" یا "زیادہ باشعور" ہے تو بہت سے literary counter-patterns چھپ جائیں گے۔ معاصر کردار بھی family، religion، culture، class اور social expectation سے جڑے ہیں؛ early characters بھی اپنے محدود دائرے میں agency رکھتے ہیں۔ اس لیے مناسب تعبیر linear progress نہیں بلکہ historical reconfiguration ہے۔

12۔ جدید تحقیقی زاویے اور علمی اضافہ

Decolonizing reading 12.1

مقالے کا ایک نمایاں جدید زاویہ یہ ہے کہ نسوانی انانیت کو صرف مغربی feminist theory کا derivative category نہیں بنایا گیا۔ Western theory یہاں analytical conversation فراہم کرتی ہے، مگر corpus کے concepts - عزت نفس، خودداری، تہذیبی شناخت، اخلاقی ذمہ داری، روحانی خودی، خاموش مزاحمت - کو ان کے مقامی معنوی سیاق میں برقرار رکھا گیا ہے۔ اس سے comparative literary criticism میں epistemic balance پیدا ہوتا ہے۔ (Mohanty, 2003)

Narrative identity 12.2

Ricoeur کے narrative identity concept کی روشنی میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ female self ناول میں صرف description نہیں بلکہ story of self کے ذریعے تشکیل پاتا ہے۔ امراؤ جان کا self-narration، عالیہ کی identity search، اور contemporary characters کی reflective interiority اس بات کی مثالیں ہیں کہ "ذات" بیانے کے اندر بنائی اور دوبارہ بنائی جاتی ہے۔ (Ricoeur, 1992)

Negotiated agency 12.3

یہ مقالہ agency کو binary نہیں سمجھتا۔ ایک طرف absolute submission اور دوسری طرف complete liberation رکھنے کے بجائے درمیان کی negotiative spaces کو بھی اہم مانا گیا ہے۔ یہی approach خاص طور پر early reformist fiction اور post-Partition psychological fiction کے درمیان continuity کو سمجھنے میں مفید ہے۔

Intersection of gender, class, history and culture 12.4

امراؤ جان کی classed and sexualised identity، عبداللہ حسین کے ہاں طبقاتی شعور، قرۃ العین حیدر کے ہاں تہذیبی تاریخ، اور معاصر متون میں ثقافتی و جمالیاتی خودی یہ دکھاتے ہیں کہ female self صرف gender سے define نہیں ہوتی۔ جنس، طبقہ، تاریخ، تہذیب، مذہب اور مقام ایک دوسرے کے ساتھ مل کر identity کی structure بناتے ہیں۔

Quiet resistance as a research category 12.5

خاموشی، صبر یا اخلاقی استقامت کو automatically passivity سمجھنے کے بجائے text-specific context میں پڑھنا ایک اہم جدید زاویہ ہے۔ جب خاموشی کی character dignity، refusal، memory یا self-preservation بن جائے تو وہ resistance کے ایک مختلف mode کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ تاہم ہر خاموشی کو resistance قرار دینا بھی درست نہیں؛ اس کی textual evidence ضروری ہے۔ یہی distinction future research کے لیے اہم methodological guardrail ہے۔

13۔ اہم نتائج

• اردو ناول میں نسوانی انانیت ایک جامد نفسیاتی صفت نہیں بلکہ تاریخی طور پر بدلتی ہوئی ادبی category ہے۔

• قبل از قیام پاکستان میں انانیت کی غالب صورت اخلاقی وقار، تعلیم، گھریلو competence، ذمہ داری اور ابتدائی خودداری سے تشکیل پاتی ہے۔

• امراؤ جان ادا میں female subjectivity داخلی خودی، identity crisis، self-narration اور psychological dignity کے ساتھ نمایاں طور پر گہری ہوتی ہے۔

• بعد از قیام پاکستان میں تقسیم، ہجرت، جدیدیت، نئی ریاست، طبقاتی تبدیلی اور صنفی مباحث female identity کے دائرے کو زیادہ پیچیدہ کرتے ہیں۔

• عصمت چغتائی کے ہاں resistance اور آزادی فکر، قرۃ العین حیدر کے ہاں تہذیبی و تاریخی identity، خدیجہ مستور کے ہاں identity search، عبداللہ حسین کے ہاں social/class consciousness، احسن فاروقی کے ہاں psychological self-analysis اور بانو قدسیہ کے ہاں spiritual/existential selfhood نمایاں registers ہیں۔

• معاصر اردو ناول میں نسوانی انانیت psychological، social، cultural، spiritual، existential

اور aesthetic dimensions میں بیک وقت ظاہر ہو سکتی ہے۔

• نسوانی agency کو صرف overt rebellion سے تعبیر کرنا ناکافی ہے؛ decision-making،

quiet اور emotional autonomy، self-respect، ethical choice، identity negotiation

resistance بھی agency کی ممکنہ صورتیں ہیں۔

• "ارتقا" کو linear progress کے بجائے literary representation کی reconfiguration اور

expansion کے طور پر سمجھنا زیادہ محتاط اور علمی طور پر مفید ہے۔

• نسوانی انانیت کا مطالعہ اردو ناول کے کرداروں کو زیادہ nuanced انداز میں سمجھنے میں مدد دیتا ہے

کیونکہ یہ identity اور character، psychology، society، history کے درمیان تعلق کو ایک ہی

analytical frame میں لاتا ہے۔

14- نتیجہ

اردو ناول کے نسوانی کرداروں کا قبل از قیام پاکستان سے معاصر عہد تک مطالعہ ایک ایسے ادبی سفر کی نشان دہی کرتا ہے جس

میں عورت کا "میں" مسلسل نئی صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ ابتدائی اصلاحی ناول میں یہ "میں" تعلیم، ذمہ داری، اخلاقی استحکام

اور گھریلو competence کے اندر جگہ بناتا ہے۔ امراؤ جان کے ساتھ یہ self-awareness، memory اور dignity کی گہری

داخلی سطح پر آتا ہے۔ بعد از قیام پاکستان میں تاریخ، ہجرت، شناخت، طبقہ اور gender relations اس خودی کے سوال کو

زیادہ تیز کر دیتے ہیں۔ عصمت چغتائی کی مزاحمت، قرۃ العین حیدر کی تہذیبی شناخت، خدیجہ مستور کی شناختی جستجو اور بانو قدسیہ

کی روحانی خودی اس diversification کی مختلف صورتیں ہیں۔

معاصر اردو ناول میں یہ صورتیں مزید باہم ملتی ہیں۔ عورت بیک وقت psychological subject، social actor، cultural bearer، emotional individual، spiritual seeker اور existential being بن سکتی ہے۔ یہاں انانیت کا مطلب نہ محض "میں" کی پرستش ہے، نہ لازماً مرد مخالف بغاوت؛ اس کا ایک اہم مفہوم یہ ہے کہ عورت اپنے تجربے کو خود معنی دیتی ہے، اپنی شناخت کو محسوس کرتی ہے، تعلقات میں اپنی جگہ negotiate کرتی ہے اور اپنے وجود کے بارے میں سوال اٹھانے کی حق دار ادبی شخصیت بن جاتی ہے۔

اس مقالے کی بنیادی تجویز یہ ہے کہ اردو ناول میں نسوانی انانیت کے مطالعے کے لیے ایک contextual، layered اور historically sensitive framework اپنایا جائے۔ اس framework میں self-awareness، dignity، identity، agency، resistance، culture، spirituality اور existentiality الگ الگ خانوں میں نہیں بلکہ ایک dynamic continuum میں پڑھے جائیں۔ اس approach سے اردو ناول کی عورت کو نہ صرف "مظلوم" یا "مزاحم" کے دو محدود categories میں قید کیا جائے گا، بلکہ اسے ایک پیچیدہ، negotiating اور meaning-making subject کے طور پر سمجھا جاسکے گا۔ یہی اس مطالعے کا بنیادی علمی اضافہ ہے۔

15۔ حدود تحقیق اور آئندہ تحقیق کے امکانات

اس مقالے کی حدود میں سب سے اہم انتخابی corpus ہے۔ منتخب ناول نگاروں کی تعداد اور متون اردو ناول کی پوری تاریخ کا exhaustive sample نہیں۔ بعض معاصر متون کی bibliographic details working thesis میں نامکمل تھیں، اس لیے اس مضمون میں ان کے بارے میں غیر مصدقہ عناوین شامل نہیں کیے گئے۔ مستقبل میں مخصوص editions کے ساتھ close reading، page-level textual evidence اور narrator/focalization analysis اس model کو مزید مضبوط بنا سکتے ہیں۔ آئندہ تحقیق کے لیے اردو اور انگریزی ناول میں comparative selfhood، عورت کے لیے domestic/public spaces کی تشکیل، class اور gender کے intersection، مذہبی و روحانی selfhood، اور digital-age Urdu fiction میں feminine agency قابل توجہ موضوعات ہیں۔ اسی طرح Quantitative Humanities یا corpus-based methods کے ذریعے "میں"،

"ذات"، "عزت"، "شناخت"، "اختیار"، "آزادی" اور متعلقہ lexical fields کی تاریخی frequency اور narrative contexts بھی جانچے جاسکتے ہیں۔

16۔ تحقیقی و اشاعتی نوٹ

یہ manuscript مصنفہ کی doctoral thesis کے بنیادی corpus اور analytical findings سے اخذ شدہ ایک نئی، substantially restructured article ہے۔ اسے thesis کے کسی باب کی لفظی نقل کے طور پر پیش نہیں کیا گیا بلکہ comparative argument، جدید theoretical framing اور condensed scholarly synthesis کے ساتھ از سر نو مرتب کیا گیا ہے۔ حتیٰ journal submission سے پہلے target journal کی policy کے مطابق thesis derivation، self-citation، prior public dissemination اور AI-assisted writing کے متعلق required disclosure مکمل کرنا چاہیے۔ Similarity checking کے لیے Turnitin یا iThenticate جیسے ادارہ جاتی tools سے final manuscript کی جانچ بھی اشاعتی مرحلے کا مناسب حصہ ہے۔

حوالہ جات (References)

- Butler, J. (2006). *Gender trouble: Feminism and the subversion of identity* (2nd ed.). Routledge.
- De Beauvoir, S. (2011). *The second sex* (C. Borde & S. Malovany-Chevallier, Trans.). Vintage. (Original work published 1949).
- Deeba, F., & Usman, A. (2019). Rediscovering the discourse on women's freedom: A feminist exploration of Bano Qudsia's fiction. *Journal of Political Studies*, 26(2), 137-147. <https://jps.pu.edu.pk/6/article/view/512>
- Freud, S. (1961). *The ego and the id* (J. Strachey, Trans.). W. W. Norton. (Original work published 1923).
- Mohanty, C. T. (2003). *Feminism without borders: Decolonizing theory, practicing solidarity*. Duke University Press. <https://doi.org/10.1215/9780822384649>
- Mumtaz, M., Bashir, T., & Mumtaz, T. (2025). Feminism and Urdu literature: The role of women writers. *GUMAN*, 8(1), 183-190.
- Naveeda, F., Sahana, S., & Kazmi, Z. (2024). Introduction: Writing Muslim women in South Asia. *South Asia: Journal of South Asian Studies*, 47(4), 675-687. <https://doi.org/10.1080/00856401.2024.2372995>
- Noreen, U., Batool, Z., & Saddique. (2025). Psychological analysis of the female characters in "Aangan". *Makhz (Research Journal)*, 6(2), 260-269. [https://doi.org/10.47205/makhz.2025\(6-II\)urdu-20](https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-20)
- Rana, M. A., & Ata Rasool. (2025). Urdu novel mein niswani saqafat ki tarjmani: Tahira Iqbal ke novel "Harappa" ka tanqeedi mutala. *Qualitative Research Journal for Social Studies*, 2(2), 76-81. <https://doi.org/10.63878/qrjs185>
- Rani, A., & Sandhu, A. N. (2025). An analytical study of female characters in twentieth century Urdu novels. *Zaban-o-Adab*, 18(1), 62-76.
- Ricoeur, P. (1992). *Oneself as another* (K. Blamey, Trans.). University of Chicago Press. <https://doi.org/10.7208/chicago/9780226844541.001.0001>

Waheed, S. (2014). Women of "ill repute": Ethics and Urdu literature in colonial India. *Modern Asian Studies*, 48(4), 986-1023. <https://doi.org/10.1017/S0026749X13000048>
 Yaqin, A. (2022). Gender, sexuality and feminism in Pakistani Urdu writing. Anthem Press.
 Nisar, C. (2026). Urdu novels mein naswani kirdaron mein ananiyat ka tehqiqi mutala [Doctoral dissertation, Alhamd Islamic University, Islamabad].

احمد، ڈپٹی نذیر۔ (1869)۔ مراۃ العروس۔ بعد کی مستعمل اشاعتیں مختلف ناشرین سے۔

احمد، ڈپٹی نذیر۔ بنات النعش۔ بعد کی مستعمل اشاعتیں مختلف ناشرین سے۔

احمد، ڈپٹی نذیر۔ توبۃ النصوح۔ بعد کی مستعمل اشاعتیں مختلف ناشرین سے۔

حیدر، قرۃ العین۔ (2005)۔ آگ کا دریا۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

حیدر، قرۃ العین۔ (2007)۔ میرے بھی صنم خانے۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

حسین، عبداللہ۔ (2012)۔ اداس نسلیں۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

حسین، عبداللہ۔ (2006)۔ باگھ۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

چغتائی، عصمت۔ (2008)۔ ٹیڑھی لکیر۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

مستور، خدیجہ۔ (2018)۔ آنکھن۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

قدسیہ، بانو۔ (2017)۔ راجہ گدھ۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

قدسیہ، بانو۔ (2012)۔ حاصل گھاٹ۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

قدسیہ، بانو۔ (2005)۔ ایک دن۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

فاروقی، شمس الرحمن۔ (2006)۔ کئی چاند تھے سرِ آسمان۔ Penguin Books India۔

رحمن، بشری۔ (2008)۔ لگن اپنی اپنی۔ الفیصل ناشران۔

رحمن، بشری۔ (2010)۔ لازوال۔ الفیصل ناشران۔

تارڑ، مستنصر حسین۔ (2010)۔ بہاؤ۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

تارڑ، مستنصر حسین۔ (2012)۔ راگ۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

تارڑ، مستنصر حسین۔ (2015)۔ خس و خاشاکِ زمانے۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔

سرشار، رتن ناتھ۔ فسانہ آزاد۔ مختلف مطبوعہ ایڈیشن؛ اصل اشاعت 1881-1883 کے سلسلے میں۔

شر، عبدالحلیم۔ فردوسِ بریں۔ مختلف مطبوعہ ایڈیشن۔

رسوا، مرزا ہادی۔ (1899)۔ امراؤ جان ادا۔ اصل اشاعت؛ بعد کی متعدد اشاعتیں۔

النجیری، راشد۔ مصوٰرِ غمِ نسواں اور متعلقہ نسوانی تحریریں۔ مختلف مطبوعہ مجموعے۔